رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

ہر ماہ کی انگریزی ۷-۱۴-۲۱ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے

بدر

قادیان

ایڈیٹر میر قاسم علی امرتسری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۱۵ | قادیان مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۳۱ء مطابق یکم ذیقعدہ ۱۳۴۹ھ | نمبر ۴۶

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ خدا کے فضل سے بخیریت ہیں۔

(۲) امتحان انٹرنس میں جو آج کل قادیان میں ہو رہا ہے ہماری ۱۶ لڑکیاں بھی امتحان دے رہی ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان سب لڑکوں اور لڑکیوں کو کامیاب کرے۔ آمین۔

(۳) یہ خبر نہایت مسرت شائع کی جاتی ہے۔ کہ مکرمی جناب چوہدری نذیر احمد صاحب احمد پنجاثت آفیسر گورداسپور پر جو جھوٹا مقدمہ فوجداری بعض دشمنوں کی شرارت سے چلایا گیا تھا وہ خدا کے فضل و کرم اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی احباب کی دعاؤں سے خارج ہو گیا ہے۔ چوہدری صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ان کی طرف سے فاروق میں اُن تمام احباب کا شکریہ ادا کیا جائے۔ جنہوں نے اخبار میں اس مقدمہ کی اطلاع پڑھ کر ان کے لئے دعائیں کیں۔ پس میں ایسے سب دوستوں کی خدمت میں چوہدری صاحب کا شکریہ بذریعہ فاروق پیش کرتا ہوں۔ اور چوہدری صاحب کی خدمت میں اپنی جانب اور تمام احباب کی طرف سے اس عزت و ابرو سے بریت کی مبارک باد عرض کرتا ہوں۔

(۴) دعا کی ضرورت ہے

مکرمی برادرم غلام محمد صاحب اختر شاف واربرٹن ریلوے راولپنڈی سے احباب کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ ان کی مستقلی کے کاغذات شروع اپریل میں پیش ہونیوالے ہیں۔ ناظرین فاروق دلی توجہ سے اپنے بھائی کی کامیابی اور مستقلی کے واسطے خاص دعائیں فرما کر ثواب حاصل کریں۔

(۵) خاکسار ایڈیٹر فاروق یہ پرچہ تیار کر کے بھلوال ضلع سرگودھا میں جہاں آریہ سماج کا جلسہ ۲۰-۲۱-۲۲ مارچ کو ہونے والا ہے وہاں کے احباب کی درخواست پر بحکم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ ۱۹ مارچ کو جا رہا ہے۔ جہاں سے ۲۳ مارچ کو انشاء اللہ واپس آؤں گا۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ میری بخیریت اور کامیابی کے ساتھ واپسی کی دعا فرماویں۔

دوبارہ نوٹس

فاروق کا نیا سال اپریل سے شروع ہوگا۔ جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ ان کے نام اپریل کے شروع میں وی پی ارسال ہونگے۔ اسلئے ان کو دوبارہ یہ یاد دلایا جاتا ہے۔ کہ ڈاک خانہ کے نئے قانون کے ماتحت اب وی پی تین دن سے زیادہ امانت میں ڈاک خانہ نہیں رکھتا۔ اسلئے فوراً وی پی پہنچتے ہی وصول کر لینا چاہیئے۔ ورنہ تیسرے دن واپس آجائیگا۔ اور ....

اگلا پرچہ

فاروق کا ۲۸ مارچ کا اگلا پرچہ ایک زبردست اور مفید مسئلہ کی تحقیق پر شائع ہوگا۔ جس میں اسلامی پردہ کی فلاسفی اور اس کے فائدے عقلی و نقلی و سائنس و تجربہ و مشاہدہ کی بنا پر مدلل طور پر بیان کئے گئے ہیں یہ مضمون اپنی نوعیت میں بالکل اچھوتا اور جدید طرز کا مضمون ہے۔ اس میں مخالفین پردہ کے تمام بے ہودہ دلائل اور اعتراضات کی بھی کافی سے زیادہ تردید کی گئی ہے۔ احباب اس پرچہ کو مخالفین پردہ میں کثرت سے تقسیم کریں۔ اور اطلاع دیں۔ کہ وہ کس قدر زائد پرچے خریدنا چاہتے ہیں۔ تاکہ اسی قدر زائد طبع کرائے جائیں قیمت فی پرچہ سوا آنہ محصول ڈاک ہوگی۔ درخواستیں جلد بھیجدیں۔ (مینجر فاروق قادیان پنجاب)

محصول وی پی کا قانون اطلاع دیجا چکی ہے۔ پہلے بھی یہ ....

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک خوشخبری

جیسا کہ گذشتہ پرچہ میں لکھا گیا تھا۔ کہ پیشگوئی لیکھرام والی ایک زبردست اور ایمان کو تازہ کرنے والا نشان ہے۔ جس کو دنیا تا حیات یاد رکھیگی۔ میرا مصمم ارادہ ہے۔ کہ اس پیشگوئی پر مکمل کتاب شائع کروں۔ جس کا نام "انیسویں صدی کا بلیدان" ہوگا۔ اور خدا کے فضل سے میں اس مضمون کو مکمل کر چکا ہوں۔ صرف اتنی ضرورت ہے کہ اگر پانسو خریداری کی درخواستیں آجائیں تو میں اس لاجواب کتاب کو چھپوا دوں۔ اس کتاب میں اس فوٹو کا ایک بلاک بنوایا جائیگا۔ جو لیکھرام کی ارتھی کا آریہ سماج نے لیکر شائع کیا تھا۔ اور اعلیٰ کاغذ اور لکھائی چھپائی سے یہ کتاب دیدہ زیب بنائی جائیگی۔ ٹائیٹل بھی رنگین ہوگا۔ غرض ہر پہلو سے انشاء اللہ لاجواب ہوگی۔ اور قیمت کا اندازہ معہ محصول ڈاک ایک روپیہ سے زائد نہ ہوگا۔ اس وقت صرف درخواستیں مطلوب ہیں۔ کوئی پیشگی قیمت نہیں مانگی جاتی میں خدا کے فضل پر بھروسہ کر کے امید رکھتا ہوں۔ کہ یہ کتاب واقعی ہر پہلو سے بے نظیر ہوگی۔ احباب جس قدر جلد درخواستیں بھیجینگے۔ اسی قدر جلد اس تحفہ کو دیکھ سکیں گے۔ میں نے اس کتاب کو ہزارہا اوراق کے مطالعہ سے بڑی جانفشانی سے تیار کیا ہے۔ درخواستیں بنام مینجر فاروق قادیان پنجاب ضلع گورداسپور بھیجیں ٭

قادیان کے مقبول عام زیور

میں عرصہ دس سال سے قادیان میں زرگری کا کام کرتا ہوں اور اپنے کام میں خدا کے فضل سے پورا پورا ماہر ہوں۔ اور اس عرصہ میں میرے تجربہ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے۔ کہ میرے بنائے ہوئے مندرجہ ذیل زیور مثلاً گلوبند۔ کلپ ڈنڈیاں کانٹے۔ انگوٹھیاں بٹن بہت مقبول ہوئے ہیں۔ جو کہ خالص عمدہ اور خوبصورت مضبوط ہوتے ہیں۔ اور ہر وقت تیار مل سکتے ہیں۔ آپ براہ راست یا کسی معتبر ذریعہ سے جس وقت چاہیں منگا سکتے ہیں۔ آزمائش شرط ہے ٭

لعل دین احمدی زرگر نزد مہمانخانہ قادیان۔
ضلع گورداسپور

شربت فولاد

عورتوں کی بیماریاں متعلقہ رحم کمی و بیشی حیض ناطاقتی اٹھرا اور ہسٹیریا کی بہترین دوا ہے۔ جناب ایم۔ ایل سرکار صاحب رنگون۔ اب تک ۷ بوتلیں شربت فولاد منگوا چکے ہیں۔ مگر مورخہ ۱۳/۳۱ ۲ کے خط میں لکھتے ہیں۔ کہ میں شربت فولاد کے مفید ہونے کا اپنے دوستوں میں بھی تذکرہ کرتا ہوں۔ براہ مہربانی اور ۱۲ بوتلیں جلدی بی کر دیں ٭

قیمت فی شیشی پچاس خوراک دو روپے۔ محصول ۸ر ٭

تیار کردہ فیض عام میڈیکل ہال قادیان

کنگ آف ٹانکس

موسم بہار میں
استعمال کر کے اپنا خون اور وزن بڑھائیں
کنگ آف ٹانکس طاقت مردانہ اعصابی و دماغی کمزوری کی بہترین دوا ہے

جناب حکیم محمد عمر صاحب قادیان فرماتے ہیں۔ کہ میں یہی گولیاں استعمال کرتا ہوں۔ اور اب تک چار شیشیاں استعمال کر چکا ہوں۔ یہ گولیاں اعلیٰ درجہ کی مصفی خون محرک اور مقوی اعصاب ہیں

قیمت ایک ماہ کی خوراک چھ روپے
نصف ماہ تین روپے محصول ۶ر

تیار کردہ فیض عام میڈیکل ہال قادیان

موفیض عام جوہر (تریاق)

اس کی ایک چھوٹی سی شیشی کا جیب میں ہر وقت موجود رکھنا گویا عراق کے قلعہ میں بڑی بڑی آفات ناگہانی سے محفوظ رہنا ہے۔ ہر طرح کی اندرونی اور بیرونی تکلیف پر اسکے چند قطرے کھلانے یا لگانے سے فوری تسکین اور آرام ہو جاتا ہے۔ کوئی مرض نہیں جس پر اس کا استعمال مفید نہ ہو۔ مثلاً پیٹ درد۔ سر درد۔ دانت درد۔ بدہضمی۔ پیاس ہیضہ اسہال وغیرہ زنبور۔ بچھو۔ سانپ وغیرہ زہریلے جانوروں کے کاٹے کا یہ تریاق ہے ٭

جناب حکیم مفتی فضل الرحمن صاحب شاگرد خاص شاہی حکیم حضرت مولوی نورالدین صاحب رضؓ لکھتے ہیں۔ کہ میں نے فیض عام جوہر استعمال کیا اور کرایا ہے۔ واقعی مفید چیز ہے۔ میرے نزدیک اسکے فوائد امرت دھارا سے بڑھ چڑھکر ہیں۔ جو صاحب اس کو استعمال کرینگے۔ وہ میری اس تحریر کی تصدیق کرینگے قیمت ایک تولہ بارہ آنے۔ دو تولہ ایک روپیہ چار آنے محصول ۶ر ٭

تیار کردہ فیض عام میڈیکل ہال قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ ربیع ۱۹۳۱ء

کلام الامام

(از مسیح موعود علیہ السلام)

زندہ نبی

"اب اس بات کا فیصلہ ہو گیا ہے۔ کہ اس روحانی زندگی کا ثبوت صرف ہمارے نبی علیہ السلام کی ذات بابرکات میں پایا جاتا ہے۔ خدا کی بے شمار رحمتیں اس کے شامل حال رہیں۔ افسوس کہ عیسائیوں کو کبھی بھی یہ خیال نہیں آیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانی زندگی ثابت کریں۔ اور صرف اس لمبی عمر پر خوش نہ ہوں۔ جس میں اینٹ اور پتھر بھی شریک ہو سکتے ہیں۔ بے سود ہے۔ وہ زندگی جو نفع رساں نہیں۔ اور لاحاصل ہے وہ بقاء جس میں فیض نہیں۔ دنیا میں صرف دو زندگیاں قابل تعریف ہیں۔ (۱) ایک وہ زندگی جو خدائے حیّ و قیوم مبدء فیض کی زندگی ہے (۲) دوسری وہ زندگی جو فیض بخش اور خدا نما ہو۔ سو آؤ ہم دکھاتے ہیں۔ کہ وہ زندگی صرف ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہے جس پر ہر ایک زمانہ میں آسمان گواہی دیتا رہا ہے۔ اور اب بھی دیتا ہے۔ اور یاد رکھو کہ جس میں فیاضانہ زندگی نہیں وہ مردہ ہے۔ نہ زندہ۔ اور میں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کا نام لے کر جھوٹ بولنا سخت بدذاتی ہے۔ کہ خدا نے مجھے میرے بزرگ واجب الاطاعت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی دائمی زندگی اور پورے جلال اور کمال کا یہ ثبوت دیا ہے۔ کہ میں نے اس کی پیروی سے اور اسکی محبت سے آسمانی نشانوں کو اپنے اوپر اترتے اور دل کو یقین کے نور سے پُر ہوتے پایا۔ اور اس قدر نشان غیبی دیکھے کہ اُن کھلے کھلے نوروں کے ذریعہ سے میں نے اپنے خدا کو دیکھ لیا ہے۔ خدا کے عظیم الشان نشان بارش کی طرح میرے پر تواتر رہے ہیں۔ اور غیب کی باتیں میرے پر کھل رہی ہیں۔ ہزارہا دعائیں اب تک قبول ہو چکی ہیں۔ اور تین ہزار سے زیادہ نشان ظاہر ہو چکا ہے۔ ہزارہا معزز اور متقی اور نیک بخت آدمی اور قوم کے لوگ میرے نشانوں کے گواہ ہیں۔ اور تم خود گواہ ہو۔ اور مجھے اس خدا کی قسم ہے۔ جس نے مجھے بھیجا ہے۔ کہ اگر کوئی سخت دل عیسائی یا ہندو یا آریہ میرے ان گذشتہ نشانوں سے جو روز روشن کی طرح نمایاں ہیں انکار بھی کر دے۔ اور مسلمان ہونے کے لئے کوئی نشان چاہے۔ اور اس بارے میں بغیر کسی بے ہودہ حجت بازی کے جس میں بدنیتی کی بُو پائی جائے۔ سادہ طور پر یہ اقرار بذریعہ کسی اخبار کے شائع کر دے۔ کہ وہ کسی نشان کے دیکھنے سے گو کوئی نشان ہو۔ لیکن انسانی طاقتوں سے باہر ہو اسلام کو قبول کریگا۔ تو میں امید رکھتا ہوں کہ ابھی ایک سال پورا نہ ہوگا۔ کہ وہ نشان کو دیکھ لے گا۔ کیونکہ میں اس زندگی میں سے نور لیتا ہوں۔ جو میرے نبی متبوع کو ملی ہے۔ کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ اب اگر عیسائیوں میں کوئی طالب حق ہے یا ہندوؤں اور آریوں میں سے سچائی کا متلاشی ہے۔ تو میدان میں نکلے۔ اور اگر اپنے مذہب کو سچا سمجھتا ہے۔ تو بالمقابل نشان دکھلانے کے لئے کھڑا ہو جائے۔ لیکن میں پیشگوئی کرتا ہوں۔ کہ ہرگز ایسا نہ ہوگا۔ بلکہ بدنیتی سے پیچ در پیچ شرطیں لگا کر بات کو ٹال دینگے۔ کیونکہ ان کا مذہب مردہ ہے۔ اور کوئی ان کے لئے زندہ فیض رساں موجود نہیں۔ جس سے وہ روحانی فیض پا سکیں۔ اور نشانوں کے ساتھ چمکتی ہوئی زندگی حاصل کر سکیں۔ اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو۔ اور اے تمام وہ انسانی روحو! جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو۔ میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں۔ کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے۔ اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے۔ جو قرآن نے بیان کیا ہے۔ اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے۔ کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم روح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں۔ گو ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح اور حضرت موسیٰ اور دوسرے اسرائیلی نبی بھی خدا کی طرف سے ہیں۔ لیکن ان کی سچائی پر ہمارے پاس بجز اس کے اور کوئی دلیل نہیں ہے۔ کہ قرآن شریف نے ان کو نبی مان لیا ہے۔ ان کی روحانی زندگی بدیہی نشانوں کے ساتھ ثابت نہیں ہے۔ اور اس کا یہ سبب ہے۔ کہ وہ مذہب اور وہ کتابیں بباعث تحریف کے خراب ہو چکی ہیں۔ اس لئے ان نبیوں کی سچی پیروی کی کوئی راہ باقی نہیں رہی۔ تا اس سے ان کی روحانی زندگی کا ثبوت مل سکتا۔ اور عیسائی جس دین کو پیش کرتے ہیں۔ وہ حضرت عیسیٰؑ کا دین نہیں ہے۔ بلکہ یہ پادریوں کی اپنی طبیعت کی ایجاد ہے۔ بہت سی انجیلوں میں سے یہ چار انجیلیں انتخاب کی گئی ہیں۔ جن کو بعض یونانیوں نے حضرت مسیح سے بہت پیچھے بنا کر حضرت مسیح کی طرف منسوب کر دیا۔ اور کوئی عبرانی انجیل عیسائیوں کے پاس موجود نہیں ہے۔ اور ناحق افتراء کے طور پر حضرت مسیح کو ایک یونانی آدمی تصور کر لیا ہے۔ حالانکہ حضرت مسیح کی مادری بولی عبرانی تھی۔ کوئی ثابت نہیں کر سکتا۔ کہ کبھی حضرت مسیح نے ایک فقرہ یونانی کا بھی کسی سے پڑھا تھا۔ اور نہ حواریوں نے جو اُمّی محض تھے۔ کسی مکتب میں یونانی سیکھی۔ بلکہ وہ ہمیشہ ماہی گیری کے کام کرتے رہے۔ اب چونکہ عیسائیوں کو یہ سخت مصیبت پیش آئی۔ کہ کوئی عبرانی انجیل موجود نہیں۔ صرف قریباً ساٹھ انجیلیں یونانی میں ہیں۔ جو باہم متناقض ہیں۔ جن میں سے یہ چار چن لی گئیں۔ جو وہ بھی باہم مخالفت رکھتی ہیں۔ بلکہ ہر ایک انجیل اپنی ذات میں بھی مجموعہ تناقضات ہے۔ ان مشکلات کے لحاظ سے یونانی کو اصل زبان ٹھہرایا گیا ہے۔ لیکن یہ اس قدر بے ہودہ بات ہے۔ کہ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ ان پادری صاحبوں نے کس قدر جھوٹ اور جعل سازی پر کمر باندھی ہے۔ حضرت مسیح کے وقت میں رومی سلطنت تھی۔ اور گورنمنٹ کی لاطینی زبان تھی۔ اور حضرت مسیح کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چونکہ گورنمنٹ سے کوئی تعلق ملازمت نہ تھا۔ اور نہ ریاست اور جاہ طلبی کی خواہش تھی۔ اس لئے انہوں نے لاطینی کو بھی نہیں سیکھا۔ وہ ایک مسکین اور عاجز اور غریب طبع اور سادہ وضع انسان تھا۔ اس کو وہی بولی یاد تھی۔ جو ناصرہ میں اپنی ماں سے سیکھی تھی۔ یعنے عبرانی جو یہودیوں کی قومی بولی ہے۔ اور اسی بولی میں توریت وغیرہ خدا کی کتابیں لکھیں۔ غرض یہ چاروں انجیلیں جو یونانی سے ترجمہ ہو کر اس ملک میں پھیلائی جاتی ہیں۔ ایک ذرہ قابل اطمینان نہیں یہی وجہ ہے۔ کہ ان کی پیروی میں کچھ بھی برکت نہیں۔ خدا تعالےٰ کا جلال اُس شخص کو ہرگز نہیں ملتا۔ جو ان انجیلوں کی پیروی کرتا ہے۔ بلکہ یہ انجیلیں حضرت مسیح کو بدنام کر رہی ہیں۔ کیونکہ ایک طرف تو ان انجیلوں میں مسیحی علیہ السلام کی یہ علامتیں ٹھہرائی گئی ہیں۔ کہ وہ آسمانی نشانوں کے دکھلانے پر قادر ہو۔ اور دوسری طرف عیسائیوں کا یہ حال ہے۔ کہ وہ ایک مردہ حالت میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور ایک ذرہ آسمانی برکت ان کے ساتھ نہیں۔ اور کوئی نشان دکھلا نہیں سکتے۔ اس لئے وہ علامتوں کا ذکر کرتے وقت ہمیشہ ہر مجلس میں شرمندہ ہوتے ہیں۔ اور ناحق اور بے جا تاویلیں کرنی پڑتی ہیں۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۳۶۷ و ۳۶۸)

❊ صلیب پر جبکہ حضرت مسیح کو موت کا سامنا معلوم ہوتا تھا اس وقت بھی عبرانی فقرہ زبان پر جاری ہوا۔ اور وہ یہ ہے کہ ایلی۔ ایلی لما سبقتنی منہ ❊

پیغامی مشن

پیغامیوں کے پیر گیلانی کے رسالہ

ختم نبوت پر سرسری نظر

نمبر (۵)

اس کے بعد پیر گیلانی صاحب آیت وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیھم فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون بالبینات والزبر (النحل) کو پیش کر کے اور اس کا ترجمہ کرنے کے بعد یوں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ:۔

"اس آیت سے چند امور ثابت ہوتے ہیں۔ (۱) پہلے کوئی عورت رسول ہو کر نہیں آئی۔ بلکہ رجال یعنی مرد رسول ہو کر آتے رہے (۲) ہر رسول دلائل اور کتاب کے ساتھ بھیجا گیا۔" (صفحہ ۳۶)

چونکہ اس آیت کے محض ترجمہ کرنے اور خلاصہ دینے سے صفائی کے ساتھ یہ ثابت نہیں ہو سکتا تھا۔ کہ ہر رسول کتاب لایا۔ اور ہر رسول کے لئے کتاب کا لانا ضروری ہے اسلئے ساتھ ہی اپنے دلائل کو یوں چسپاں کیا ہے۔ کہ:۔

"بہ نسبت امر اوّل۔ جس طرح کوئی عورت رسول نہیں ہوئی۔ اسی طرح کوئی رسول و نبی بے کتاب نہیں ہوا۔ جس طرح یہ ضروری ہے۔ کہ کوئی رسول عورت نہ ہو۔ اسی طرح یہ ضروری ہے۔ کہ کوئی رسول بے کتاب نہ ہو۔" صفحہ ۳۶

پیر پیغامی کا مضحکہ خیز استدلال

میں اس دلیل کے متعلق زیادہ لکھنا مناسب نہیں سمجھتا۔ ہاں قارئین فاروق سے صرف اتنا دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ آپ میں سے یا کوئی اور شخص یہ مسئلہ پوچھنے کے واسطے کہ "اس بات کا کیا ثبوت ہے۔ کہ ہر نبی کے لئے کتاب کا لانا ضروری ہے"؟ جناب پیر گیلانی صاحب کی خدمت میں جائے۔ اور وہ آگے سے بہت اطمینان اور وثوق اور بڑی دلیری کے ساتھ یہ جواب دیں کہ اس کا یہ ثبوت ہے کہ "پہلے کوئی عورت رسول ہو کر نہیں آئی۔ بلکہ مرد رسول ہو کر آتے رہے"۔ تو ایسے مسکت اور مضحک جواب کو سن کر سائل کے دل میں کیا اثر پڑیگا۔ کیا وہ ایسے جواب سننے کے بعد مارے خوف کے پیٹھ پھیر کر بھاگ نہیں جائیگا۔ یا اس جگہ ہنس ہنسکر ان کے سامنے دُھرا نہیں ہو جائیگا۔ نہیں بلکہ ہو سکتا ہے۔ کہ اس سائل کے قلب پر بجائے خوف یا ہنسی کے ترس اور رحم پیدا ہو۔ اور بجائے بھاگنے اور قہقہہ لگانے کے ایک ڈاکٹر کے فکر میں پڑ جائے۔ تاکہ اس سے ایسے واجب العلاج اور قابل رحم سفیہ کا علاج کرائے۔ تاکہ آئندہ اس قسم کے لغو باتوں کا سلسلہ اور اس قسم کی معرفت کا چشمہ نہ جاری رہے

معزز قارئین! دیکھا! یہ ہے پیغامی پارٹی کے مایۂ ناز مبلغ کی دلیل اور استدلال۔ ان کو کتنی دور کی بات سوجھی ہے۔ کیا اس سے زیادہ لطیف اور صحیح دلیل آپ کے وہم و گمان میں آسکتی ہے؟ ہرگز نہیں! ایسی دلیل اور اس طرح کا استدلال تو منکرین نبوت و حاسدین خلافت کو ہی نصیب ہوا کرتا ہے۔ ہم بے شک ایسی ہاکول (معقول کا لفظ یہاں نہیں سمجھتا۔ راقم) دلیل سے محروم بلکہ بفضلہ تعالےٰ محفوظ ہیں۔ تاہم پیر صاحب سے اتنا دریافت کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ کسی عورت کا رسول ہو کر نہ آنا۔ اور ہر رسول کے لئے کتاب کا ضروری لانا ان دونوں باتوں میں جوڑ اور تعلق کیا ہے؟

پیر پیغامی کے لئے ہماری طرف سے اضافہ

گر آیت وما ارسلنا من قبلک الا رجالا سے یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ کسی عورت کے رسول ہو کر نہ آنے کی وجہ سے ہر رسول کے لئے کتاب کا لانا ضروری و لابدی ہے۔ تو بجائے اس کے کہ میں آپ کی دلیل کی تردید کروں۔ زیادہ مناسب یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کو اس قسم کی ایک دو اور دلیلیں دوں۔ جس سے شائد آپ کی تائید نکل آئے

دوسری بار اطلاع

فاروق کا سال ۲۸ مارچ کے پرچہ کے ساتھ ختم ہو جائیگا۔ اور اپریل ۳۱ء سے جلد ۱۶ شروع ہوگی۔ جن خریداران کا چندہ سالانہ ختم ہو چکا ہے۔ ان کے نام اپریل کے پہلے ہفتہ میں فاروق وی۔پی کیا جائیگا۔ جس دوست کو اسوقت وی پی لینا منظور نہ ہو۔ یا آئندہ فاروق خریدنا پسند نہ ہو وہ یکم اپریل تک بذریعہ کارڈ دفتر فاروق کو اطلاع دیدیں۔ ورنہ بغیر اطلاع کئے اگر وی پی جاری شدہ وصول نہ کرینگے تو وہ اخلاقی مجرم ہونگے۔ (مینیجر فاروق)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور وہ یہ ہے۔ کہ جس طرح آیت مذکورہ بالا سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ پہلے کوئی عورت رسول ہو کر نہیں آئی۔ اسی طرح اس سے دو اور باتیں بھی ثابت ہو سکتی ہیں۔ اوّل یہ کہ پہلے کوئی بچہ رسول ہو کر نہیں آیا۔ کیونکہ بچہ بھی رجال سے خارج ہے۔ جیسا کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ ماکان محمدٌ ابا احدٍ من رجالکم (احزاب) دوم یہ کہ پہلے کوئی فرشتہ عام مخلوق کی طرف رسول ہو کر نہیں آیا چنانچہ علامہ ابوسعود اس آیت کے ماتحت لکھتے ہیں:۔

"وفیہ دلالۃ علی انہ لم یرسل للدعوۃ العامۃ ملکاً ولا امرأۃ ولا صبیاً"

(تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۲۶۸ برحاشیہ)

یعنی اس آیت میں دلالت ہے اس بات پر کہ خدا تعالےٰ نے عام دعوت کے لئے کوئی فرشتہ۔ کوئی عورت اور کوئی بچہ نہیں بھیجا۔

پس امید کرتا ہوں۔ کہ پیر صاحب اس ناچیز تحفہ کو قبول فرماویں گے۔ اور آئندہ اگر اُن کو کہیں اس مسئلہ کے لکھنے کی ضرورت پڑ جائے۔ یا ان کو کسی طالب حق کو مستفیض کرنے کا موقع ملے۔ تو بجائے ایک دلیل کے تین اکٹھی دلیلیں دیں۔ ہاں ان دلائل کے پیش کرنے کا طریق بھی عرض کرتا ہوں۔ کہ اس مسئلہ کو سوال و جواب کے رنگ میں پیش کر دیا جائے۔ تو عبارت یوں بنیگی:۔

طالب حق:۔ اس بات کی کیا دلیل ہے۔ کہ ہر نبی کے لئے کتاب کا لانا ضروری و لابدی ہے؟

پیر گیلانی:۔ اس کے تین دلائل ہیں۔ اوّل یہ کہ پہلے کوئی عورت رسول ہو کر نہیں آئی۔ دوم یہ کہ پہلے کوئی بچہ رسول ہو کر نہیں آیا۔ سوم یہ کہ پہلے کوئی فرشتہ عام مخلوق کیلئے رسول ہو کر نہیں آیا۔

اس طرح گو پیر گیلانی صاحب کی دلیل تو بڑھ جائیگی لیکن اس سے توقع رکھنا۔ کہ ایسے جواب کو سنکر سائل بھی کوئی تسلی و تشفی حاصل کریگا۔ قطعاً محال ہے۔ تسلی کیونکر ہو۔ جبکہ سوال گندم جواب چینا۔ کہاں رام رام کہاں ٹیں ٹیں۔

یہاں تک تو میں نے صرف پیر صاحب کی پہلی بات کی پہلی شق کو لیا ہے۔ اب میں اسکی دوسری شق کو لیتا ہوں اور وہ یہ ہے۔ کہ:۔

"جس طرح یہ ضروری ہے۔ کہ کوئی رسول عورت نہ ہو۔ اسی طرح یہ ضروری ہے۔ کہ کوئی رسول بے کتاب نہ ہو"

پیر گیلانی کے استدلال پر سوال

اچھا صاحب! اس پر میرا صرف اتنا سوال ہے۔ کہ (۱) کیا عام مخلوق کی طرف فرشتہ رسول ہو کر آسکتا ہے۔ (۲) کیا چھوٹا بچہ رسول بنکر آسکتا ہے؟ کیا خنثیٰ (ہیجڑا) رسول ہو کر آسکتا ہے؟ (۴) کیا نیچ قوم جیسے چوہڑے اور چمار کے مردوں میں سے کوئی رسول ہو کر آسکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ ان میں سے کوئی بھی عورت نہیں۔ تو کیا یہ رسول ہو کر آسکتے ہیں۔ اگر ان میں سے آسکتے ہیں۔ تو بتلاؤ آپ کی اس عبارت کا کیا مطلب ہے۔ کہ:۔

"جس طرح یہ ضروری ہے۔ کہ کوئی رسول عورت نہ ہو۔ الخ"

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہاں یہ سقم محض اس وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ کہ آپ نے لفظ رجال کے مقابلہ میں صرف عورت کو رکھا ہے۔ پس اگر وہ رجال کے بالمقابل تینوں باتوں (فرشتہ۔ بچہ۔ عورت) کو تسلیم کریں۔ تو اس پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ نبی کے لئے کتاب کا لانا ضروری قرار دینے کے واسطے صرف عورت کے رسول نہ ہونے کو ہی کیوں دلیل بنائی گئی۔ اس بات میں ان تین چیزوں میں مابہ الامتیاز اور اس ترجیح بلا مرجح کا باعث کیا ہے۔

پس معلوم ہوا۔ کہ اس آیت کا اصل منشا اور اصل غرض یہ ہے۔ کہ لوگوں[1] کے لئے فرشتہ رسول ہو کر نہیں آیا کرتا۔ بلکہ بشر ہی ہوا کرتا ہے۔

خدارا غور کرو

حضرات ذرا انصاف تو کریں۔ کہ کیا عام لوگوں کے لئے فرشتہ کا رسول ہو کر نہ آنا اس بات کا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی رسول بابنی بے کتاب نہیں ہوا۔ یا کیا اس سے میر صاحب کے قول پر قیاس کر کے یہ دعویٰ ثابت ہو سکتا ہے۔ کہ "جس طرح یہ ضروری ہے۔ کہ کوئی رسول فرشتہ نہ ہو اسی طرح یہ ضروری ہے۔ کہ کوئی رسول بے کتاب نہ ہو"

بلفظ دیگر یوں استفسار کرتے ہیں۔ کہ کیا فرشتے۔ بچے۔ عورت۔ ہیجڑے اور نیچ قوم میں سے رسول نہ ہونا اور ہر رسول کے لئے کتاب کے ضروری لانے میں کوئی خفیف سا خفیف تعلق بھی ہے۔ پیر گیلانی کو اس قسم کے ہزار اور دلائل و براہین مبارک ہوں۔

امتی کی حیثیت کا انوکھا اظہار

اگر خوف طوالت نہ ہوتا۔ تو میں پیر جی کی ہر بات کو لیتا۔ مگر وقت کا لحاظ ہے۔ اسلئے میں صرف ان کی چیدہ چیدہ باتوں کو لیتا ہوں۔ چنانچہ اس کے چند سطروں کے بعد لکھتے ہیں:۔

"امتی کی حیثیت نبی کے بالمقابل ایسی ہے۔ جیسا کہ ایک عورت کی حیثیت بالمقابل مرد کے۔ پس جس طرح ایک عورت پر وحی نبوت نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح ایک امتی پر وحی نبوت نہیں ہو سکتی"

پیشتر اس کے کہ میں اس دلیل کے متعلق کچھ تحریر کروں۔ ایک بات کی تشریح پیر صاحب سے چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ یہاں دو دفعہ امتی کا لفظ آیا ہے۔ اس سے کون مراد ہے۔ کیونکہ لفظ اُمتی میں یائے نسبت ہے۔ جس سے یہ اسم صفت بن گیا۔ جس کے یہ معنے ہیں "امت کی طرف منسوب ہونے والا"۔ جس طرح احمدی اس شخص کو کہتے ہیں جو حضرت احمد علیہ السلام کی طرف منسوب ہونے والا ہو۔ پس اس لحاظ سے یہاں امت کی طرف کون منسوب ہوا آیا ولی۔ مجدد۔ قطب محدث یا خود امت۔ امت کی طرف منسوب کی گئی یا کوئی اور۔ اگر یہی لوگ مراد ہوں۔ تو یہ تمام کے تمام امت کہلاتے ہیں۔ پھر ان کو امت کی طرف منسوب کرنے کے کیا معنے؟ اور اگر اس سے مراد کوئی اور ہو۔ مثلاً نبی تو آپ کی عبارت یوں بنیگی "اُمتی نبی کی حیثیت نبی کے بالمقابل الخ" لیکن افسوس کہ یہ

---

[1] یعنی دعوت عامہ کے لئے یہ قید اسلئے بڑھائی کہ فرشتہ انبیاء اور خدا کے خاص بندوں پر رسول ہو کر آیا کرتا ہے۔ راقم۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبارت آگے نہیں چل سکتی۔ کیونکہ تمام عبارت یوں بنیگی۔

"امتی نبی کی حیثیت نبی کے بالمقابل ایسی ہی ہے۔ جیسا کہ ایک عورت کی حیثیت بالمقابل مرد کے۔ پس جس طرح ایک عورت پر وحی نبوت نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح ایک امتی نبی پر وحی نبوت نہیں ہو سکتی"

اجی! اگر اس کو وحی نبوت نہیں ہو سکتی۔ تو امتی نبی کیونکر کہلایا۔ اس کو صرف امت کہنا چاہیئے تھا۔

کیا ہم امید رکھ سکتے ہیں۔ کہ میر صاحب مندرجہ بالا لفظ کا فلسفہ اور حکمت یا کم از کم اس کا صحیح مفہوم ہمیں سمجھانے کی تکلیف فرماوینگے؟

بایں ہمہ اگر ہم جناب پیر پیغامی صاحب کی مندرجہ بالا دلیل یا قیاس کو ایک منٹ کے لئے بھی صحیح تسلیم کریں۔ تو ہمیں اس کے علاوہ بہت سی اور ایسی بے تعلق اور بیہودہ باتیں تسلیم کرنی پڑینگی۔ جن کا باعث محض پیر صاحب کی دلیل فاسد اور قیاس کاسد ہے۔ مثلاً ہمیں یہ بھی کہنا پڑیگا کہ جس طرح پہلے کوئی عورت خلیفہ نہیں ہوئی۔ اور نہ کسی عورت کو خلافت عطا ہوئی۔ اور نہ ہی امت محمدیہ میں بمطابق آیت کما استخلف الذین من قبلھم" کوئی عورت خلیفہ بن سکتی ہے۔ اسی طرح امت کے مردوں میں سے بھی کوئی خلیفہ ہوا۔ اور نہ ہوگا۔ تو کیا یہ صحیح ہے؟

پیر پیغامی کی تحریر پر ہمارا استدلال

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "لن یفلح قوم ولوا امرھم امرأۃ" رواہ البخاری مشکوٰۃ کتاب الامارۃ۔ یعنی قوم کامیاب نہیں ہوتی۔ جب کہ ان پر عورت امارت کرے۔

اس سے معلوم ہوا۔ کہ کسی عورت کو بادشاہ نہیں بنانا چاہیئے۔ تو کیا مردوں میں سے کسی کو بادشاہ نہیں بنانا چاہیئے۔ شاید پیر صاحب کہدیں۔ کہ ان باتوں سے ہماری بات کا کیا تعلق؟ سو سنو! اور غور سے پڑھو۔ کہ ہم اسی طرح مقدمات پیش کرتے ہیں۔ جس طرح آپ نے کئے ہیں۔ بلکہ اس سے بڑھ کر (۱) امتی یا امت کی حیثیت خلیفہ کے بالمقابل ایسی ہے۔ جیسا کہ ایک عورت کی حیثیت بالمقابل مرد کے۔ نتیجہ یہ نکلا۔ کہ جس طرح ایک عورت کو خلافت حاصل نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح ایک مرد کو (امت میں سے) خلافت نصیب نہیں ہو سکتی۔ (۲) رعایا کی حیثیت بادشاہ کے بالمقابل ایسی ہے۔ جیسا کہ ایک عورت کی حیثیت بالمقابل مرد کے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جس طرح عورت کو بادشاہت نہیں دینی چاہیئے۔ اسی طرح ایک مرد کو بھی سلطنت نہیں دینی چاہیئے۔

(۳) مأموم (مقتدی) کی حیثیت امام کے بالمقابل ایسی ہے۔ جیسا کہ ایک عورت کی حیثیت بالمقابل مرد کے۔ نتیجہ ایں شد کہ جس طرح عورت کو امام کے بھولنے کے وقت بجائے تصفیق (ہاتھ پر ہاتھ مارنے) کے تسبیح نہیں کہنی چاہیئے۔ اسی طرح مرد کو بھی تسبیح نہیں کہنی چاہیئے

غرض بہت سی اور مضحکہ خیز باتیں ہیں۔ جن کا نہ سر ہے نہ پاؤں۔ اگر پیر صاحب چاہیں۔ تو ہم ان کی تائید کیلئے منطق یا فلسفہ کی ایک چھوٹی سی کتاب شائع کریں جس کے اندر ایسی ایسی فضولیات ہونگی۔ جن کو پڑھکر پیر صاحب بڑے خوش ہونگے۔

حضرات! آیئے تا پیر صاحب کی دلیل پر ملکر روئیں یا ہنسیں۔ اس کے بعد میں یہ بھی عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ اگر کسی صاحب کے دل میں یہ خلجان پیدا ہو۔ کہ پیر صاحب نے تو ایک نیا نکتہ اور لطیف فلسفہ بتایا ہے۔ کہ "امتی کی حیثیت نبی کے بالمقابل ایسی ہے جیسا کہ ایک عورت کی حیثیت بالمقابل مرد کے" یعنی امتی یا امت کو عورت کی حیثیت دی ہے۔ مگر تم یوں ہی پیر صاحب کی بات کی تردید کرتے پھرتے ہو۔ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ تم امت کو کوئی اور حیثیت دو۔ نہ کہ صرف اعتراض کرو۔

امتی کی حیثیت اولاد کی سے ہے

سو ایسے صاحب سے میں یہی عرض کروں گا۔ کہ میں اس بات سے بری ہوں۔ کہ نبی کو خاوند کی حیثیت دوں۔ اور اس بات کو بھی میں گوارا نہیں کر سکتا کہ امت کو صرف عورت (بیوی) کی حیثیت دوں ..... بلکہ میں ..... نبی کو اس سے اعلیٰ اور اس سے ارفع حیثیت دیتا ہوں۔ اور امتی کی بھی اس سے اچھی اور اس سے زیادہ پسندیدہ حیثیت تجویز کرتا ہوں۔ یہ صرف میرا ہی نہیں۔ بلکہ ہر مومن اور غیرت مند کا یہی خیال ہونا چاہیئے۔ پس میں للکار کر اور بڑے فخر سے کہتا ہوں۔ کہ میں یہ تسلیم کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں "کہ امتی کی حیثیت نبی کے بالمقابل ایسی ہے جیسا کہ ایک عورت کی حیثیت بالمقابل مرد کے۔ کیونکہ اس میں محرومیت کی بو آتی ہے۔ بلکہ میں کہتا ہوں۔ کہ امتی کی حیثیت نبی کے بالمقابل ایسی ہے۔ جیسا کہ اولاد کی حیثیت بالمقابل باپ کے" جس طرح اولاد ترکہ کے مقررہ حصہ کی ہی مستحق نہیں ہوتی بلکہ عصبہ بھی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح روحانی باتوں میں امت صرف چھوٹی چھوٹی اور جزئی باتوں میں ہی نبی کے وارث نہیں ہوتے۔ بلکہ بڑے بڑے درجہ اور اعلیٰ سے اعلیٰ نعمت کی بھی وارث ہوتی ہے۔ اور سب سے بڑی نعمت جو کسی کو مل سکتی ہے۔ وہ نبوت ہی ہے۔ پس جس طرح بیٹا اپنے باپ کے تمام مال کا وارث ہو جاتا ہے۔ اس طرح نبی کا روحانی بیٹا بھی نبی کی ساری خوبیوں کا وارث بن جاتا ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ میں نبی کو باپ کا منصب اور امت کو اولاد کی حیثیت دیتا ہوں۔ نہ کہ پیر صاحب کی طرح نبی کو خاوند کی اور امت کو عورت (بیوی) کی حیثیت دوں۔ اور اسکے لئے میرے پاس زبردست دلیل ہے۔ سنئے خدا تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے "النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم وازواجہ امھاتھم" (احزاب ع) یعنی نبی کریم صلعم کی بیویاں ان (مسلمانوں) کی مائیں ہیں۔ پس آپ ہمارے (تمام امت) کے باپ ہوئے یعنی روحانی باپ جس طرح ان کی بیبیاں ہماری روحانی مائیں ہیں۔ بنابریں امت کی حیثیت نبی کے بالمقابل وہی ہے۔ جو اولاد کی بالمقابل باپ کے۔ فتدبروا ان کنتم تعقلون؟

پیر پیغامی کی بے علمی

اس کے بعد پیر صاحب نے اپنی دوسری دلیل کو یوں چسپاں کیا ہے "نبوت امر دوم۔ ہر رسول کے ساتھ دلائل اور کتاب کا نازل ہونا ضروری ہے۔ یعنی جس طرح ہر نبی ضرورت زمانہ کے لحاظ سے نئے دلائل اور نئے معجزات اپنے ساتھ لاتا ہے۔ اور کسی گذشتہ نبی کے معجزات پر حصر نہیں رکھتا یعنی وہ یہ نہیں کہتا۔ کہ اے لوگو چونکہ فلاں نبی نے فلاں معجزہ دکھلایا تھا۔ اسی لئے تم مجھے بھی مان لو۔ بلکہ وہ اپنی نبوت کے ثبوت میں نئی صداقتیں اور نئے معجزات اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ اسی طرح وہ نبی نئی تعلیم اور نئی کتاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ الخ"

معزز ناظرین! واضح رہے۔ کہ میر مدثر شاہ صاحب نے اپنے دوسرے دعویٰ کو کہ "ہر رسول کتاب لایا" آیت کے آخری حصّہ سے نکالا ہے۔ یعنی "بالبینات والزبر" "بالبینات" کا تعلق دو طرح سے بتایا جاتا ہے (۱) ارسلنا جو کہ مقدر ہے (۲) خود وھا ارسلنا الخ۔

مجھے تعجب ہے۔ میر صاحب کی اس جرأت اور دلیری پر کہ اندھا دھند اپنے دعویٰ کو آگے ہانکتے ہی چلے جاتے ہیں۔ سوچنے کے قابل ہے۔ کہ جب وانزلنا معھم الکتاب (بقرہ ع۲۶) اور لما اتیتکم من کتاب (ال عمران ع۹) وانزلنا معھم الکتاب (حدید ع۳) سے اتنا بھی ثابت نہیں ہو سکا۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ کہ ہر نبی کتاب لایا۔ تو پھر محض بالبینات والزبر کے کہنے سے کیونکر ثابت ہوا۔ کہ ہر رسول یا نبی کتاب لایا۔ مزید برآں طرفہ یہ ہے۔ کہ یہاں پر نشانات اور معجزات کو کتاب اور تعلیم کے ساتھ ایک ہی حکم کے نیچے رکھا ہے۔ حالانکہ نشانات اور معجزات بمنزلہ ایک شہادت کے ہوتے ہیں۔ اور کتاب (جس کے معنے پیر صاحب کے نزدیک نئے احکام نئے قوانین ہیں۔) بمنزلہ ایک لاء (قانون) کے ہوتی ہے مثلاً ہر ایک مجسٹریٹ کیلئے ضروری ہے۔ کہ وہ الگ اور نئی شہادت اپنے لئے پیش کرے۔ تب جا کر وہ اپنے منصب پر کھڑا ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا۔ کہ جو احکام اور تعزیرات وہ پیش کرے نئے ہی ہوں۔ جیسا کہ مضمون ع۲ میں ہم اس کی مثال دے چکے ہیں۔"

یہ بات ظاہر ہے۔ کہ کتاب دینے کی اصل غرض اس کا علم اور فہم دینا ہے۔ گویا کتاب کا پورا علم اور کامل فہم دینا ذات کتاب کا دینا ہے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ حضرت عیسیٰؑ کے متعلق ایک جگہ فرماتا ہے۔ واتیناہ الانجیل (حدید ع۴) یعنی ہم نے اس کو انجیل دی۔ دوسری جگہ فرماتا ہے۔ و یعلمہ الکتاب والحکمۃ والتورٰۃ والانجیل (ال عمران ع۵) یعنی ہم نے اس کو کتاب۔ حکمت۔ توریت اور انجیل کی تعلیم دی۔ اسی طرح ایک اور جگہ پر فرمایا۔ واذ علمتک الکتاب والحکمۃ والتورٰۃ والانجیل (مائدہ ع۱۵) غرض یہاں پر انجیل دینے کی تفسیر انجیل کی تعلیم دینے سے کی ہے۔ ورنہ محض کتاب بغیر فہم دینا کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ یہ تو کمثل الحمار یحمل اسفارا کا مصداق ہوا۔ پس کتاب کا کامل فہم اور پورا علم دینا ہی اصل منشاء اور اصل غرض ہے۔

ہر نبی کے لئے نئی تعلیم کا لانا ضروری نہیں

باقی جو یہ لکھا کہ نئی ہی صداقتیں ہوں۔ اور نئی ہی تعلیم ہو۔ اگر اصولی باتوں کو مدنظر رکھا جائے۔ تو یہ بات بالبداہت غلط معلوم ہوتی ہے۔ نبی کریم صلعم کو حکم ہوا ہے۔ قل ما کنت بدعا من الرسل۔ کہدے کہ میں نیا پیغمبروں میں سے نہیں ہوں۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں پیغمبر ہوئے۔ ہر ایک نے یہی تعلیم دی۔ کہ خدا کو ایک مانو۔ اور شرک سے بچو۔ اور بنی نوع انسان سے ہمدردی کرو۔ تمام کے متعلق فرمایا مبشرین ومنذرین یعنی تمام انبیاء تبشیر و انذار کے لئے آئے ہیں۔ یہ کہیں نہیں لکھا۔ کہ مثلاً رسول اس غرض کے واسطے بھی آیا ہو۔ کہ کتب منزلہ کے نسخوں کو ٹھیک کرائے۔ اور اپنی کتاب کو تمام کتابوں سے ملائے۔ جیسا کہ پیر جی کی عبارت بر صفحہ ۳۴ سے مترشح ہوتا ہے۔ پھر اگر فروعی باتوں کو دیکھا جائے۔ تو انبیاء کی بہت سی ایسی تعلیم اور حکم مل جائینگے۔ جو کہ آپس میں ملتے جلتے ہیں۔

جب انبیاء کی ساری اصولی باتیں آپس میں مل سکتی ہیں۔ اور بعض فروعی امور بھی ایک دوسرے سے مشابہ ہو سکتے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ ساری کی ساری تعلیم ایک دوسری سے مل نہ سکے۔ اگر مل سکتی ہے۔ تو کیا حرج ہے۔ کہ بجائے اس کے کہ دوبارہ ان پرانے احکام کو نازل کیا جائے۔ ان ہی کو ایک کتاب کی صورت میں محفوظ رکھا جائے۔ جیسا کہ قرآن محفوظ ہے۔ پھر جب خدا تعالےٰ کو کسی نبی کا مبعوث کرنا منظور ہو تو علاوہ معجزات و نشانات کے اس کو صرف اتنا کہہ دیا جائے۔ کہ تمہارے لئے یہی کتاب ہے۔ اور اسی پر تم نے چلنا اور لوگوں کو چلانا ہوگا۔ ہاں تم میں اور دوسرے لوگوں میں یہ فرق ہوگا۔ کہ تمہیں اس کتاب کا وہ علم اور وہ مفہوم عطا کیا جاتا ہے۔ جو دوسرے کو نہیں دیا جاتا۔ ایک نبی کی تعلیم دوسرے نبی کی تعلیم کے ساتھ آپس میں مل جانے کو خود پیر صاحب تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ ختم نبوت کے صفحہ ۳۸ سطر ۶ پر لکھتے ہیں:۔

"یہ صحیح ہے۔ کہ ایک زمانہ میں کئی انبیاء ہوئے اور یہ بھی ممکن ہے۔ کہ ایک نبی کو وہی حکم ملا ہو۔ جو دوسرے کو ملا"

حالانکہ ایک ہی زمانہ میں ایسی باتوں کا ہونا زیادہ گڑبڑ پیدا کرتا ہے۔

تشابہت قلوبہم

تعجب کا مقام ہے۔ کہ بعض لوگ تو نبی کریم صلعم پر محض بعض باتوں کے آپس میں مل جانے سے یہ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ آپ نے (معاذ اللہ) توریت اور انجیل کے بہت سے مضامین ناجائز طور پر لئے ہیں۔ لیکن اب اس سے زیادہ عجیب بات نظر آتی ہے۔ کہ جب خدا تعالےٰ نے ارادہ کیا۔ کہ قرآن شریف کا تمام کتابوں سے افضل و اکمل ہونا دنیا کے سامنے ثابت کرے۔ اور دنیا کو بتلائے کہ ہم نے قرآن کی ایسی حفاظت اور نگرانی کی ہے۔ کہ آئندہ کسی نئی کتاب اور نئی تعلیم کی ضرورت نہیں ہوگی۔ ولی۔ مجدد۔ قطب اور محدث کیا بلکہ اگر نبی بھی آ جائے۔ تب بھی ہمیں اس کو نئی تعلیم دینے کی ضرورت نہ پڑیگی۔ اور نہ اس کتاب کی ترمیم و تنسیخ کی حاجت ہوگی۔ یہ محض دعویٰ ہی دعویٰ نہیں۔ بلکہ خدا نے اس کا ثبوت دیا ہے۔ کہ اسی زمانہ میں ایک شخص کو مبعوث فرمایا۔ اور اس کو الخیر کلہ فی القرآن کہکر بتلا دیا۔ کہ سب کچھ بھلائی کی باتیں اسی پاک کلام مجید میں ہیں۔ اسی کو ہاتھ میں لے لو۔ اور تمام جہان کو مغلوب کرو۔ تو ایسے وقت میں مخالفوں اور منکروں کو ایک اور تدبیر سوجھی۔ اور وہ یہ کہ:۔

"تمہارا اصل مال تو کوئی نہیں ہے۔ یہ تو فلاں کا ہے۔ اسلئے ہم تمہیں ہرگز نہیں مان سکتے"

کیا خوب نبی کریم صلعم پر یہ اعتراض تھا۔ کہ آپ نے (معاذ اللہ) توریت اور انجیل سے مضمون لیا۔ اب حضرت مسیح موعود کی نبوت پر یہ شبہ کیا جاتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ آپ نے سارے کا سارا قرآن نبی کریم سے لیا ہے۔

چونکہ بات بہت طویل ہو چکی ہے۔ اس لئے میں اس بحث کو مندرجہ ذیل الفاظ پر ختم کرتا ہوں۔ کہ وہ لوگ جو حضرت مسیح موعودؑ کو محض اس وجہ سے نبی نہیں مانتے کہ آپ کتاب نہیں لائے۔ یا آپ کا دعویٰ شارع نبی ہونے کا نہیں ہے۔ میں ان کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ بہاء اللہ کے دعاوی کی طرف متوجہ ہو جاویں۔ شائد وہاں پر یہ امید پوری ہو جائے۔ (باقی بدارد)

(خاکسار ابوبکر سماٹری۔ مولوی فاضل)

عیسائی مشن

کفارہ کا بطلان

مسیحی اعتقاد

عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ آدم اور حوا نے ابتداء میں گناہ کیا۔ اور انسان چونکہ ان کی نسل ہے۔ اور ان کے ورثہ کا مالک ہے۔ لہذا گناہ بھی ورثہ میں ہر ایک انسان کے حصہ میں آیا۔ بدیں وجہ تمام انسان گناہ گار پیدا ہوتے ہیں۔ اور گناہ کی سزا جہنم ہے۔

خدا چونکہ رحیم ہے۔ اس لئے وہ آدمیوں پر رحم کرنا چاہتا ہے۔ لیکن عدل مانع ہے۔ کیونکہ آدم حوا والا گناہ جو ہر ایک انسان کے حصہ میں آیا ہے۔ اس کی سزا ضروری ہے۔ اس لئے اب خدا مجبور ہے کہ اگر وہ عدل کرے۔ تو رحم جاتا ہے۔ اور اگر بندوں پر رحم کر کے ان کے گناہ معاف کر دے۔ تو عدل قائم نہیں رہتا۔ اس مجبوری کو دور کرنے کے لئے خدا کے اکلوتے معصوم بیٹے نے اپنے آپ کو بخوشی پیش کیا۔ کہ وہ تمام بنی آدم کے گناہ اپنے ذمہ لے کر ان کا کفارہ ہو جائے۔ تا بنی آدم اپنے موروثی گناہ سے نجات پائیں اور خدا اپنی صفت رحمیت ان پر ظاہر کرے۔ چنانچہ خدا نے اپنے بیٹے کی بات منظور کر لی۔ اس طرح سے انسان سزا سے بچایا گیا۔ اور خدا کا عدل بھی قائم رہا۔ اور رحم بھی ہو گیا۔

کفارہ کی تردید

دلیل اوّل

عیسائی صاحبان کا یہ کہنا کہ بیٹے نے اپنے آپ کو بخوشی پیش کیا۔ کہ وہ بندوں پر قربان ہو جائے بالکل غلط ہے۔ یسوع نے ساری رات گڑگڑا کر دعا مانگی۔ کہ "اے خدا اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹال دے۔" اور پھر صلیب پر کا یہ فقرہ کہ "ایلی ایلی لما سبقتانی"۔ اے خدا اے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا ہے۔ ایسی دردناک حالت اور ایسی دل کو ہلا دینے والی پکار صاف بتا رہی ہے۔ کہ یسوع نے خوشی سے اپنی قربانی قبول نہیں کی تھی۔ لیکن اگر مان بھی لیا جائے۔ کہ مسیح نے خوشی سے جان پیش کر دی۔ تو خدا نے اس بے گناہ کو سزا کیوں دی۔ کیا یہ عدل ہے۔ کہ گناہ زید کرے اور سزا بیچارے بکر کو ملے۔

بائبل سے کفارہ کا ردّ

اور پھر اس حالت میں کہ خدا کا مقدس کلام بھی اس کے خلاف ہے۔ کیونکہ لکھا ہے۔ کہ:۔

"وہ جان جو گناہ کرتی ہے۔ سو ہی مریگی۔ بیٹا باپ کی بدکاری کا بوجھ نہیں اٹھائیگا۔ صادق کی صداقت اس پر ہوگی۔ اور شریر کی شرارت اس پر پڑیگی۔"

(حزقیل ۱۸/۲۰)

اب یا تو خدا کا کلام غلط ہے۔ یا نعوذ باللہ خدا وعدہ خلاف ہے۔ لیکن ہر دو صورتوں میں کتاب مقدس اور اس کے ماننے والے عیسائی ذمہ وار ہیں۔ جو یہ کہتے ہیں۔ کہ یسوع نے ہمارے گناہ کے بدلے اپنے آپ کو پیش کیا۔ اور خدا نے ہمارے عوض اس بے گناہ کو سزا دی۔

اوپر کے حوالہ سے اس بات کی بھی تردید ہوتی ہے کہ انسان گناہ کا وارث نہیں۔ کیونکہ باپ بیٹے کی بدکاری کا گناہ نہیں اٹھائیگا۔ لہذا ہمارے باپ آدم نے گناہ کیا ہم اس کی سزا کے مستحق نہیں۔

دلیل دوم

عیسائیوں کا یہ کہنا۔ کہ انسان پیدائشی گناہگار ہے۔ اسلئے یسوع کی قربانی کی ضرورت پڑی۔ غلط اور بے بنیاد ہے۔ کیونکہ انسان گناہگار پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ زندگی میں اپنے برے اعمال کی وجہ سے گناہگار ٹھیرتا ہے۔ اگر پیدائشی گناہگار ہوتا تو بچے بھی گناہگار ہوتے۔ لیکن یسوع کا کلام اس کے خلاف ہے۔ جس میں بچوں کو معصوم قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"لیکن یسوع نے کہا۔ کہ بچوں کو میرے پاس آنے دو اور انہیں منع نہ کرو۔ کیونکہ آسمان کی بادشاہت ایسوں ہی کی ہے۔ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ جو کوئی خدا کی بادشاہت کو بچوں کی طرح قبول نہ کرے۔ وہ اس میں ہرگز داخل نہ ہوگا۔"

(لوقا ۱۸/۱۵ تا ۱۷ ۔ متی ۱۹/۱۳ تا ۱۸ ۔ مرقس ۱۰/۱۳ تا ۱۶)

اب ظاہر ہے۔ کہ بچے بالکل پاک صاف ہوتے ہیں۔ یعنی "کل ولد یولد علی فطرۃ السلام" کی تصدیق انجیل بھی کرتی ہے۔ جس سے واضح ہو گیا ہے۔ کہ انسان پیدائشی گناہگار نہیں ہے۔ ورنہ بچے ضرور گناہگار ہوتے لہذا عیسائیوں کا یہ کہنا۔ کہ انسان پیدائشی گناہگار ہے اسلئے یسوع کے کفارہ کی ضرورت تھی غلط ثابت ہوا اور کفارہ باطل ٭

دلیل سوم

عیسائی صاحبان کا یہ عقیدہ کہ آدم حوا والا گناہ معاف نہیں ہوا۔ اور یسوع نے اس مشکل کو حل کر دیا ہے۔ عملاً غلط ہے۔ کیونکہ جو سزا آدم اور حوا کو اس گناہ کے بدلے جس کے وہ مرتکب ہوئے تھے۔ دی گئی وہ تا حال بحال اور قائم ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو پیدائش ۳/۱۷ تا ۱۹

"اس نے (خدا نے) عورت (حوا) سے کہا۔ کہ میں تیرے حمل میں درد کو بہت بڑھاؤں گا۔ اور تو درد سے لڑکے جنیگی۔ . . . اور آدم سے کہا۔ کہ تو نے اپنی جورو کی بات سنی۔ اور اس درخت سے کھایا۔ جس کی نسبت میں نے تجھے حکم کیا۔ کہ اس سے مت کھانا۔ زمین تیرے سبب سے لعنتی ہوئی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور تکلیف کے ساتھ تو اپنی عمر بھر اس سے کھائے گا۔ اور وہ تیرے لئے کانٹے اور اونٹ کٹارے اگائیگی۔ اور تو کھیت کی نباتات کھائے گا۔ تو اپنے منہ کے پسینے کی روٹی کھائے گا"

اگر عیسائی عورتیں جو یسوع کے کفارے پر ایمان لا چکی ہیں درد سے بچے نہیں جنتیں۔ اور عیسائی مرد جن کے سبب یسوع لعنتی ہوا۔ بغیر محنت کے روٹی حاصل کرتے ہیں۔ تو بیشک کفارہ صحیح اور اس کے ماننے والے گمراہ۔ اب عیسائی صاحبان کا فرض ہے۔ کہ وہ بطور نمونہ چند عورتیں اور مرد ایسے دکھادیں۔ جو کہ سزائے مذکورہ سے نجات پا چکے ہوں۔ اور اگر ایسا نہ کر سکیں تو دین متین کو قبول کرلیں۔ تاکہ انہیں نجات کی راہ میسر ہو۔ (ان الدین عند اللہ الاسلام)

دلیل چہارم

اگر تھوڑی دیر کے واسطے تسلیم کرلیا جائے کہ کفارہ درست ہے۔ تو ماننا پڑیگا کہ یسوع سے قبل تمام نبی اور بزرگ گناہگار گذرے ہیں۔ کیونکہ وہ بھی آدم زاد تھے۔ اور آدم کی سب اولاد اس کے گناہ کی وجہ سے گناہگار ہوئی۔ لہذا تمام انبیاء جو قبل از یسوع اور یوسف نجار ہو چکے ہیں۔ وہ بھی گناہگار ہوئے۔ اور گناہ کی سزا جہنم ہے جس سے کوئی نہیں بچ سکتا۔ ملاحظہ ہو:۔

"کیونکہ جب خدا نے گناہ کرنے والے فرشتوں کو نہ چھوڑا۔ بلکہ جہنم میں بھیج کر تاریک غاروں میں ڈال دیا" (پطرس کا دوسرا خط ۲/۴)

میں عیسائی صاحبان سے خصوصاً ایڈیٹر "نور افشاں" سے سوال کرتا ہوں۔ کہ کیا (نعوذ باللہ) انبیائے سابقین جہنم میں دھکیلے جائیں گے۔ یا ان کو معاف کر دیا جائے گا۔ اگر خدا ان کو معاف کرے۔ تو عدل مانع ہے۔ اور اگر ان سب کو سزا دی جائے۔ تو رحم جاتا ہے۔ اور اگر وہ عدل کو نظر انداز کر دے۔ تو وہ عادل نہ ہوا۔ تو کیا پھر اس مشکل کو حل کرنے کیلئے (بقول عیسائی صاحبان) خدا کے دوسرے بیٹے کی ضرورت ہوگی۔ جو سابقین لوگوں کا کفارہ ہو۔ عیسائی صاحبان کہہ سکتے ہیں۔ کہ یسوع پہلے اور پچھلے سب لوگوں کے گناہوں کا منجی ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے۔ کہ پھر یسوع پر ایمان لانے کی ضرورت نہ رہیگی۔ ہندوؤں کا کفارہ بھی ہو گیا۔ مسلمانوں۔ یہودیوں۔ غرض سب مخلوق کے گناہ معاف ہو گئے۔ چلو چھٹی ہوئی۔ جو دل میں آئے کرو۔ لیکن اگر یسوع پر ایمان لائے بدوں کفارہ نہیں ہو سکتا۔ تو پھر پہلے انبیاء کا کفارے پر ایمان لانا ماننا ثابت کریں۔ اور یسوع کے اس قول کو بھی زیر نظر رکھیں "جن کا ذکر خدا کے پاک نبیوں کی زبانی کیا ہے"

دلیل پنجم

یسوع جو کہ ایک عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ بذات خود گنہگار ٹھیرتا ہے کیونکہ آدم والے گناہ میں حوا کا زیادہ دخل تھا۔ لہذا ماں کی طرف سے جو ورثہ یسوع نے حاصل کیا۔ اس میں گناہ بھی ہے۔ اس وجہ سے یسوع بانفسہ گناہگار ہے چنانچہ وہ خود بھی اقرار کرتے ہیں۔ کہ "تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے نیک کوئی نہیں مگر ایک"! لہذا یہ کہنا کہ وہ گنہگار نہ تھا غلط ہے۔ اور ایسی حالت میں ان کا لوگوں کیلئے منجی ہونا محال ہے۔ ع

اوروں کی تجھے کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

سب سے پہلے خود نجات حاصل کرے۔ جو شخص خود گنہگار ہو۔ وہ دوسروں کو نجات نہیں دلا سکتا۔ سو کفارہ باطل۔

دلیل ششم

رحم بلا مبادلہ۔ عیسائی صاحبان کو ایک غلطی یہ لگی ہے۔ کہ انہوں نے عدل کا الٹ رحم بنایا۔ حالانکہ عدل کا الٹ رحم نہیں۔ بلکہ ظلم ہے۔ مثلاً زید نے بکر کو ایک طمانچہ مارا۔ اب اگر بکر زید کو ایک کی بجائے دو طمانچے لگائے تو ظلم اور اگر ایک لگائے تو انصاف اور اگر معاف کر دے تو رحم۔ یعنی عدل یہ ہے۔ کہ کسی شخص کو اس کے جرم کے مطابق سزا دی جائے۔ زائد نہ دی جائے۔ یا کسی مزدور کو اس کی محنت سے کم اجرت نہ دی جائے۔ ہاں اگر کوئی خوش ہو کر ایک دو پیسے کی بجائے چار پیسے دیدے تو وہ اس کا احسان اور رحم ہوگا۔ عیسائی کہتے ہیں۔ کہ چار دینے والا بے انصافی کرتا ہے۔ حالانکہ بے انصافی یہ ہے۔ کہ اس کو اصل اجرت سے کم دیا جائے۔ اور اگر پوری محنت کا اجر دیا جائے۔ تو وہ عدل۔ اور اگر زیادہ دیا جائے۔ تو وہ رحم۔ تو معلوم ہوا۔ کہ رحم کا منتظر ظلم ہے۔ نہ کہ رحم +

عیسائیو تمہارا یہ کہنا۔ کہ اگر خدا کسی کو معاف کر دے تو وہ عدل کو توڑتا ہے۔ غلط ہے۔ ہاں اگر خدا (معاذ اللہ) ان کی شرارت سے بڑھ کر سزا دے۔ تو بیشک یہ انصاف کے خلاف ہے۔ لیکن اگر وہ نیکی کرنے والے کو نیکی سے بڑھ کر اجر دے۔ تو وہ عدل کے خلاف نہیں ہے۔ بلکہ یہ رحم ہوگا۔ سو خدا کو رحم کرتے وقت یہ مشکل پیش نہیں آئی۔ کہ وہ یسوع کا محتاج ہوتا۔

دلیل ہفتم

عیسائی صاحبان کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ گناہ کی وجہ سے موت آتی ہے۔ ورنہ یہ کوئی قانون نہیں ہے۔ بلکہ گناہ نے اچھی چیز کے ذریعے سے میرے لئے موت پیدا کر کے مجھے مار ڈالا" رومیوں ۷/۱۳ اور پھر یسوع کا قول۔ کہ جو کوئی مجھ پر ایمان لائیگا۔ اس کے گناہ بخشے جائیں گے۔ اس امر کا شاہد ہے۔ کہ تمام عیسائیوں کے گناہ بخشے جا چکے ہیں۔ لیکن ہم دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ کیا وہ سب عیسائی جو ان پر ایمان لائے زندہ ہیں۔ اگر نہیں۔ تو یہ محض ایک گپ تھی۔ اور گناہ کا معاف کرانا صرف یسوع کا زبانی حساب کتاب تھا۔ ورنہ حقیقت کچھ بھی نہیں۔ یا یہ کہ اب تک جتنے عیسائی ہوئے ہیں۔ وہ سب ایمان سے خالی تھے۔ اور ان کا یسوع کو خدا ماننا منافقت تھی۔ اور یا تیسرا خیال کہ یسوع پر ایمان لانے سے کوئی گناہ معاف نہیں ہوتے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے حضور عاجزی اور خشیت کرنے سے نجات ملتی ہے۔ بہرحال عیسائی اپنی بے ثباتی سے معلوم کرلیں۔ کہ کفارہ ایک لغو عقیدہ ہے۔ اور اصل نجات کا راستہ وہی ہے۔ جو قرآن کریم نے بتایا ہے۔ وھو المراد +

دلیل ہشتم

دنیا میں قانون ہے۔ کہ چھوٹی چیز بڑی کی حفاظت کے لئے قربان کی جاتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مثلاً سلطنت کو محکم رکھنے کے لئے ہزاروں بہادر سپاہی قربان ہوتے ہیں۔ اور انسان کی زندگی کے واسطے کروڑوں بلکہ اربوں جانور جو پانی کا جزو ہوتے ہلاک کر دیئے جاتے ہیں۔ اور زمانہ حال کی تحقیق نے واضح کر دیا ہے۔ کہ کوئی پودا اور شجر بے جان نہیں۔ یہ سب انسان کی زندگی پر قربان کر دیئے جاتے ہیں۔ برخلاف اس کے یہ کبھی نہیں ہوا۔ کہ ایک مولی یا گندم کے پودے کی حفاظت کیلئے کسی آدمی کو ہلاک کر دیا جائے۔ یا پانی کے جراثیم کو زندہ رکھنے کے لئے دیگر مخلوقات کو بھوک پیاس سے مارا جائے

انسان خدا تعالےٰ کی ایک ادنیٰ صفت ہے۔ جو اُس کے مقابل پر "مولی" اور "گندم" کے پودے جتنی قدر بھی نہیں رکھتا۔ اس ادنیٰ ہستی کے گناہ معاف کرنے کے لئے خدا کے اکلوتے بیٹے کی جان کنی کی جائے۔ عقل اور واقعات کے اور نیز خدا کے قانون کے سراسر خلاف ہے۔ کہ وہ اپنے عزیز کو بغیر کسی جرم کے اور نہایت عاجزی سے گریہ زاری کرتے ہوئے دشمنوں سے مروا دیتا۔ یا یہ کہ انسان کی قدر خدا کے نزدیک یسوع سے بلند درجہ رکھتی تھی۔ اسلئے اس نے ایک معمولی چیز کو اشرف المخلوقات کی خاطر قربان کر کے انسان کو بری کر لیا۔ لیکن اگر عیسائیوں کے نزدیک یسوع کا درجہ عام انسانوں سے اعلیٰ و ارفع ہے۔ تو پھر کفارہ لغو اور باطل ؛

دلیل نہم اگر کفارہ صحیح ہے۔ تو پھر عیسائی عدالتیں یسوعی لوگوں کو کیوں سزا دیتی ہیں۔ کیوں نہیں گناہ کا پھاٹک کھول دیتے۔ زید نے بکر کی بیوی کے زیورات چرا لئے۔ اور وہ کفارہ یسوع پر ایمان لے آیا۔ اب بیچارہ بکر اپنے زیورات کو ضائع کر بیٹھا۔ اگر عیسائی عدالت میں دعویٰ کر کے زید کو سزا دلانا چاہیں۔ تو کفارہ پر ایمان لا کر گناہ سے نجات حاصل کر چکا ہے۔ تو کیا وہ کفارہ کے موجد کی جان کو روئیگا یا نہیں! جس نے حقوق العباد کو ضائع کر دیا۔ انسان کے ذمہ حقوق اللہ کے علاوہ حقوق العباد بھی ہوتے ہیں۔ اگر کسی نے اللہ کا گناہ کیا۔ اور کفارہ پر ایمان لے آیا۔ تو خدا نے اس کے گناہ معاف کر دیئے۔ لیکن حقوق العباد تو بالکل ہی تلف اور برباد ہو گئے۔ کیونکہ کفارہ سے حقوق العباد ادا نہیں ہو سکتے۔

لہذا کفارہ باطل ؛

دلیل دہم وہ خدا جس نے اس وقت تک دم نہیں لیا جب تک کہ بندوں کو یا ان کے بدلے کسی بے گناہ کو سزا نہیں دے لی۔ وہ رحیم کہلانے کا مستحق نہیں۔ سزا سے یہ غرض ہوتی ہے۔ کہ بدی کرنے والے کی اصلاح ہو جائے۔ نہ کہ خدا سزا کا (نعوذ باللہ) بھوکا ہے۔ کہ وہ کوئی غلطی معاف ہی نہیں کرتا۔ اور بے سزا دیئے چھوڑتا ہی نہیں۔ اب اس نے تو اپنا عدل پورا کر لیا۔ رحم تو کیا ہی نہیں۔ پس اگر کفارے کو تسلیم کریں۔ تو خدا کی صفت رحیمیت کا انکار کرنا پڑتا ہے۔

نیز کفارہ کو مان لینے سے جس شخص نے تمام عمر نیکی میں گذاری ہو۔ اور جس نے عمر کا اکثر حصہ گناہ میں صرف کیا ہو۔ اور آخر میں کفارہ کا مومن بن گیا۔ دونوں مساوی ہیں۔ لہذا نیکی کرنے کی ضرورت نہیں۔

تلاش عشوہ کا ملہ

نجات کا ذریعہ جو بائیبل بتاتی ہے۔ اس سے بھی کفارہ باطل ہوتا ہے۔ ملاحظہ کرو حوالہ جات ذیل کو:۔

"اپنے تئیں عاجزی کریں اور دعا کریں۔ اور میرا منہ ڈھونڈیں۔ اور اپنی بُری راہوں سے پھریں۔ تو میں آسمان سے سنوں گا۔ اور ان کی خطا بخشونگا"

(۲۔ تواریخ ۷/۱۴)

"کیونکہ وہ نبی ہے۔ تیرے لئے دعا کریگا۔ سو تو جئیگا"

(پیدائش ۲۰/۷)

"جس طرح ہم نے اپنے قرضداروں کو معاف کیا ہے تو بھی ہمارے قرض ہمیں معاف کر۔" (متی ۶/۱۲)

"اگر تم آدمیوں کے قصور معاف کرو گے۔ تو تمہارا آسمانی باپ بھی تمہارے قصور معاف کریگا۔ اور اگر تم آدمیوں کے قصور معاف نہ کرو گے۔ تو تمہارا آسمانی باپ بھی تمہارے قصور معاف نہ کریگا" (متی ۶/۱۴ تا ۱۵)

"وہ جو شریر ہے اپنی راہ کو ترک کرے۔ اور بدکار اپنے خیالوں کو۔ اور خداوند کی طرف پھرے۔ کہ وہ اس پر رحمت کریگا۔ اور ہمارے خدا کی طرف کہ وہ کثرت سے گناہ معاف کریگا" (یسعیاہ ۵۵/۷)

"جیسے بدن بغیر روح کے مردہ ہے۔ ویسے ہی ایمان

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) (بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) (بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) (بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

خالصہ مشن

کیا گرنتھ صاحب محفوظ ہے

(۳)

ناظرین اب ہم اڈیٹر صاحب خالصہ سماچار کے پیش کردہ ثبوتوں کی جو انہوں نے گرنتھ صاحب کے محفوظ ہونیکے دیئے ہیں۔ تردید کرتے ہیں۔ اڈیٹر صاحب فرماتے ہیں:۔

"گورو نانک صاحب نے اپنی موجودگی میں اپنی لکھی ہوئی بانی گورو انگد کے حوالے کی۔ اور گورو انگد نے اس کے ساتھ اپنی بانی لکھکر گورو امرداس کے حوالے کی۔ اور گورو امرداس نے گورو رامداس کے حوالے کی۔ گورو رامداس نے اپنے سُپتر موہری جی کے پاس کتابوں کی شکل میں جہاں سے گورو ارجن صاحب نے لیکر بابے بڈھے جی کو جو گورو نانک صاحب کے وقت سے تھا۔ اُس کے سپرد کی"

(اخبار خالصہ سماچار ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۰ء کالم ۳)

ناظرین اڈیٹر صاحب کا یہ فرمانا۔ کہ گورو نانک صاحب نے اپنی موجودگی میں لکھی ہوئی بانی گورو انگد کے سپرد کی۔ اسی طرح گورو امرداس اور گورو رامداس اور موہری جی کے پاس آئی بالکل غلط ہے۔ کیونکہ ایڈیٹر صاحب نے اس کے ساتھ اپنی کسی مستند تاریخ کا حوالہ نہیں دیا۔ اگر موہری جی کی کتابیں ہی بقول خالصہ سماچار کے گورو کی بانی تھیں۔ تو پھر گورو ارجن صاحب نے بانی تلاش کرنے کے لئے اعلان کیوں کیا۔ اور بھائی بنھتہ اروڑا کے گرنتھ صاحب سے بانی کیوں لی۔ اور بھائی بیٹھے پیڑے کو بھیج کر پان سنگلی سنگلادیپ سے کیوں منگائی۔ یہ سب باتیں اس بات کی دلیل ہیں۔ کہ گورو ارجن صاحب موہری جی کی کتابوں کے علاوہ بھی گورو کی بانی سمجھتے تھے۔ لیکن نہ معلوم کہ ایڈیٹر صاحب نے فرضی بات بنا کر کیوں پیش کر دی۔ اور اپنے دعویٰ کو ناجائز طور پر ثابت کرنے کی کیوں کوشش کی۔ لیکن ہم بھی جھوٹے کو گھر تک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پہنچانے والے ہیں۔ اڈیٹر صاحب کا یہ فرمانا۔ کہ جو موہری جی کے پاس کتابیں تھیں۔ صرف وہی گرنتھ صاحب تھا۔ اگر ہم ایڈیٹر صاحب کے اس دعویٰ کو چند منٹ کے لئے مان بھی لیں۔ تو بھی اُن کا دعویٰ باطل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ گوردوارجن صاحب نے اُن دونوں کتابوں کی ساری بانی کو گرنتھ صاحب میں درج نہیں کیا۔ اور جس بانی کو درج بھی کیا۔ تو اُس کو اُلٹ پھیر کر درج کیا۔ اور ہم اس کے ثبوت میں آپ کے گھر کی شہادت پیش کرتے ہیں۔ دیکھو تاریخ گورو خالصہ مصنفہ گیانی گیان سنگھ جی صفحہ ۴۱۲ میں گیانی جی فرماتے ہیں۔ کہ:۔

"میں نے ان کتابوں کو جبکہ ۱۹۵۲ بکرمی کو پوجا کے واسطے پٹیالہ آئیں تھیں۔ دیکھا ہے۔ اور اب ان کتابوں میں سے ایک امرت سمد کیشڑہ جہاں سنگھ ایک سائی کے پاس ہے۔ دوسری گوئندوال باوا بدھ سنگھ اور باوا جیت سنگھ کے پاس ہے۔ ان دونوں کے کل راگ ۹ ہیں۔ ایک میں رام کلی۔ سورٹھ۔ سارنگ۔ ملار اور دوسری میں سری راگ۔ آسا۔ گوڑی وڈہنس۔ کانڑا ہے۔ اور پاٹھ یہاں سے چلتا ہے۔ بابا نانک بیدی پاتشاہ دین دنیا دا ٹیکا۔ ایک اُنکار ست گور پرساد سچ نام کرتار۔ نربھو نربیکار اکال مورت۔ اجونی سمبھو۔ گورو پورے کے پرساد اور محلہ پہلا۔ محلہ تیسرا۔ محلہ چوتھا انہیں الفاظ میں لکھا ہوا ہے۔ اور شبد بھی اسی طرح کے ہیں۔ رام کلی محلہ پہلا۔ کوئی پڑھتا۔ . . . الخ ۲۲ صفحہ تک یہ شبد ہیں اور آگے صفحہ ۵۳ تک تیسرے گورو کے شبد ہیں۔ محلہ پہلا اُونکا دکھتی ۵۴ پوڑیاں ہیں۔ اور سدھ گوشٹ ۲۸ پوڑیاں ۷۷ صفحہ تک ہیں۔ اور آگے انند ۱۳ پوڑیاں ۹۴ صفحہ تک ہیں۔ آگے رام کلی کبیر انتر مبل۔ . . . الخ اور ترلوچن۔ راجہ راون۔ . . . الخ اور پھر کبیر۔ دھندا کرت۔ . . . الخ اور پھر نام دیو۔ پڑھ پڑوسن۔ . . . الخ اور پھر سورٹھ دیو داس۔ جیو ہم۔ . . . الخ اس طرح گورو اور بھگتوں کے شبد گورو گرنتھ صاحب کے شبدوں سے بہت ملکھن پاٹھ کے ہیں۔ ٹوٹے پھوٹے شبدوں کی بانی ان کتابوں میں بہت تھوڑی ہے۔ باقی واراں میں سے کوئی واران کتابوں میں نہیں ہے۔" (صفحہ ۴۱۲)

فرمایئے ایڈیٹر صاحب آپ کے ثبوت کی حقیقت کیسی کھلی۔ دیکھئے گیانی جی فرماتے ہیں۔ کہ میں نے ان کتابوں کو دیکھا ہے۔ جن کے راگ کل ۹ تھے۔ لیکن موجودہ گرنتھ صاحب کے راگ ۳۱ ہیں۔ اور پھر فرماتے ہیں۔ کہ پاٹھ یہاں سے شروع ہوتا ہے۔ بابا نانک بیدی پاتشاہ دین دنیا دا ٹیکا۔ ایک اونکار ست گور پرساد سچ نام کرتار۔ نربھو نربیکار اکال مورت اجونی سمبھو۔ گورو پورے کے پرساد۔ ہم ایڈیٹر صاحب کو چیلنج کرتے ہیں۔ کہ موجودہ گرنتھ صاحب سے یہ بانی نکال کر دکھائے۔ ورنہ تسلیم کرے کہ گوردوارجن صاحب نے ان دونوں کتابوں کی ساری بانی گرنتھ صاحب میں درج نہیں کی اور پھر فرماتے ہیں۔ کہ وہاں پر محلہ ۱ و محلہ ۳ و محلہ ۴ کے شبد انہیں لفظوں میں لکھے ہوئے ہیں۔ کیوں ایڈیٹر صاحب آپ تو فرماتے تھے۔ کہ گورو نانک نے اپنی بانی لکھکر گورو انگد کے حوالے کی اور ساتھ اُس کے گورو انگد نے اپنی بانی ملا کر امرداس کے حوالے کی۔ لیکن یہاں پر نتیجہ آپ کے برعکس ہے۔ کہ محلہ ۱ کے بعد محلہ ۳ ہے۔ اگر آپ کا قول صحیح ہوتا۔ تو محلہ ۱ کے بعد محلہ ۲ چاہیئے تھا۔ پس آپ کا کہنا کہ گورو نانک صاحب نے گورو انگد یعنی محلہ ۲ کے حوالے کی۔ بالکل غلط ہو جاتا ہے۔ پھر آگے لکھا ہے۔ کہ سدھ گوشٹ کی ۳۸ پوڑیاں ہیں۔ لیکن موجودہ گرنتھ صاحب میں سدھ گوشٹ کی ۳۷ پوڑیاں ہیں۔ ہم ایڈیٹر صاحب سے پوچھتے ہیں۔ کہ ۳۸ پوڑیاں موجودہ گرنتھ صاحب میں کہاں سے آگئیں۔ اور ان پر محلہ بھی پہلا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اُن کتابوں میں تو ۲۸ پوڑیاں تھیں۔ اور باقی ۵۴ پوڑیاں گوردوارجن صاحب نے کسی اور جگہ سے تلاش کر کے اُن ۲۸ میں ملا کر ۷۳ کر کے گرنتھ صاحب میں درج کیں۔ کیا اس سے آپ کا دعویٰ باطل نہیں ہوتا۔ اور آگے چل کر لکھا ہے۔ کہ سدھ گوشٹ کی ۲۸ پوڑیاں کے آگے انند ۱۳ پوڑیاں ہیں۔ لیکن اب ہم کو موجودہ گرنتھ صاحب کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس میں انند صاحب کی کل ۴۰ پوڑیاں ہیں۔ جناب ایڈیٹر صاحب بتلایئے۔ کہ باقی ۲۷ پوڑیاں کہاں سے آگئیں۔ پس ماننا پڑیگا۔ کہ گوردوارجن صاحب نے کہیں سے تلاش کر کے ان کے ساتھ ملا کر گرنتھ صاحب میں درج کر دیں۔ اور آپ کا دعویٰ غلط ثابت ہو گیا۔ کہ وہ صرف دو کتابیں جو موہری کے پاس تھیں۔ وہی گرنتھ صاحب تھا۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ اسی طرح گوروؤں اور بھگتوں کے شبدوں کی بانی گرنتھ صاحب کے شبدوں سے ملکھن ہے۔ کیا اب بھی آپ انکار کریں گے۔ دیکھو گیانی جی نے صاف بتا دیا ہے۔ کہ اُن کتابوں کی بانی اور موجودہ گرنتھ صاحب کی بانی میں اختلاف ہے۔ اور پھر لکھا ہے۔ کہ باقی واراں میں سے اُس میں کوئی وار نہیں ہے۔ کیوں ایڈیٹر صاحب موجودہ گرنتھ صاحب میں کہاں سے آگئیں۔ پھر آپ ان ثبوتوں کی موجودگی میں کس طرح دعویٰ کر سکتے ہیں۔ کہ وہی کتابیں جو موہری کے پاس تھیں۔ اصل گرنتھ صاحب ہے۔ پس یہ گرنتھ صاحب کے تغیر و تبدل ہونے کی کافی دلیل ہے۔

(خادم واحد حسین المعروف گیانی شیر سنگھ مبلغ جماعت احمدیہ قادیان دارالامان) (باقی آئندہ)

احمدی مشن

سفر اور تبلیغ

(از ماسٹر عبدالرحمن صاحب بی۔ اے نومسلم)

حضرت صاحب نے بارہا تبلیغ کی طرف ہر خاص و عام کو توجہ دلائی ہے۔ لیکن ابھی تک ایک ذریعہ تبلیغ جسے میں نے مفید اور کارگر پایا۔ اس پر توجہ نہیں دی گئی۔ اسلئے میں آج احمدی احباب کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ امید کہ اگر اس پر عملدرآمد کیا جاوے۔ تو بہت پیمانے پر تبلیغ ہو سکتی ہے۔ جو ہزارہا روپیہ کے صرف کرنے سے بھی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور وہ حسب ذیل ہے:۔

اکثر احباب سفر کرتے ہیں (اس زمانہ میں قریباً ہر ایک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرد اور عورت کو سفر کرنا پڑتا ہے۔ اور ہزارہا ہر طبقہ کے افراد سے میل ملاقات کا موقع ملتا ہے۔ لیکن ہم میں سے ہزاروں ہیں۔ جو صدہا اور ہزارہا میل کا سفر طے کر آتے ہیں۔ لیکن اس سفر میں تبلیغ نہیں کرتے۔ میرا طریق ہمیشہ یہی رہا ہے۔ کہ جب میں گاڑی میں بیٹھتا ہوں۔ تو دو چار کتب یا رسائل یا اشتہار جو میں نے چھاپ کر رکھے ہوئے ہیں۔ ساتھ لیکر اپنی نشست کے پاس یا ہاتھ میں رکھ لیتا ہوں۔ اور ان رسالوں اور اشتہاروں کی سُرخیوں کو دیکھکر ضرور کوئی نہ کوئی آدمی پوچھ بیٹھتا ہے۔ کہ بھائی جی! ذرا مجھے یہ اشتہار دکھا دیں۔ تو میں دکھا دیا کرتا ہوں۔ اس طرح چند آدمی ان اشتہاروں اور رسائل کو خوب غور سے پڑھتے ہیں۔ اور پھر اکثر اوقات سلسلہ کلام اور تبلیغ بلکہ بعض اوقات مباحثات کرنے پڑ جاتے ہیں۔ چنانچہ جب کبھی میں لاہور امرتسر بھی جاتا ہوں۔ تو بھی دس بیس بلکہ زیادہ اشخاص کو خوب تبلیغ ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ایک شخص سے خوب بحث ہوئی اس نے سخت الفاظ بھی استعمال کئے۔ مگر میں اور بھی غیر معمولی طور سے نرمی انکسار اور فروتنی اور حلم سے کام لیتا رہا۔ آخر اس کی بدکلامی سے غیر احمدی اور ہندو اس پر بہت خفا ہوئے۔ اور اُسے ملامت کی۔ کہ تم دلائل تو دیتے نہیں۔ اور گالیاں دیتے ہو۔ ہمیں معلوم ہو گیا۔ کہ تمہارے پاس دلائل نہیں۔ پھر بحث کیوں کرتے ہو۔ آخر دس ماہ کے بعد اس نے مجھے خط لکھا۔ کہ میں معافی مانگتا ہوں۔ اور ہم دس افراد کنبہ نے بیعت کر لی۔ یہ واقعہ ۱۹۰۷ء کا ہے ؂

سفر میں بیکار نہ بیٹھو

یہ تو ایک مثال ہے مجھے لنکا کے سفر میں ۱۹ مرتبہ بحث کرنی پڑی۔ اور صدہا آدمیوں کو جن میں یورپین اور ہندو اور غیر احمدی افراد تھے خوب بحث کرنی پڑی۔ اور قریباً ستر آدمیوں نے کتابیں مطالعہ کیں۔ پس سفر میں ہم فارغ البال اور خالی الذہن ہوتے ہیں۔ اور دیگر مسافر بھی بیکار ہی بیٹھے ہوتے ہیں۔ اور اکثر اہل علم اور تجربہ کار ہوتے ہیں۔ اور انہیں کلام کرنے کا خوب خالی وقت میسر آتا ہے۔ جو دیگر مواقع پر بوجہ اشتغال کثیرہ کے غیر ممکن ہوتا ہے۔ سو جب ہمیں روحانی سودا فروخت کرنے کا مفت میں یہ موقعہ میسر آتا ہے۔ تو کیا حرج ہے۔ کہ ہم اپنے کام کیساتھ خدا کا کام بھی کر لیا کریں۔ بیکار بیٹھکر انسان موٹا نہیں ہو جاتا۔ اور اس کے کام میں نقصان نہیں آتا۔ خدا اپنے کام کی وجہ سے اس کا ذاتی کام بھی کر دیا کرتا ہے اشتہار اور رسائل تو ایک طعمہ کا کام دیتے ہیں۔ اس کے بغیر ہم اجنبی اور شریف اور جنٹلمین سے کسی موضوع پر کلام کرنے کی ابتداء نہیں کر سکتے۔ لیکن ان وسائل کے ذریعے یہ شکار خود اپنے آپ کو ہمارے حوالہ کر دیتا ہے۔ اگر اس خداداد مواقع سے ہم فائدہ نہ اٹھائیں۔ تو یہ بھی ایک معصیت ہے۔ اور تو ضیع اوقات پر محمول ہو سکتا ہے۔ دنیا کے کام تو نہ کسی نے ختم کئے۔ اور نہ کریگا۔ لیکن ہمارے کاموں میں اگر خانہ خدا خالی ہو۔ تو کام میں وہ برکت اور نصرت الٰہی شامل نہیں ہو سکتی۔ جو اس حالت میں ہو سکتی ہے۔

شادی کے موقعہ پر تبلیغ

اسی طرح بیاہ شادی اور برات کے مواقع پر بھی یہی طریق مفید ثابت ہوا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ ہم ناخواندہ ہیں یا مولوی فاضل نہیں۔ ہم کس طرح جہاد کا ثواب حاصل کریں۔ میں ان سے عرض کرتا ہوں۔ کہ ایسے ہی اشتہار یا رسالے لیکر دوسرے سے کہو کہ بھائی صاحب اس اشتہار میں جو کچھ لکھا ہے پڑھ کر مجھے اس کا مطلب سمجھائیں۔ مولوی فاضلوں نے ہی تبلیغ کا ٹھیکہ نہیں لیا ہوا۔ ہمارا بھی ایسا ہی حق ہے۔

جلسہ سالانہ اور جلسہ مشاورت میں ہزاروں اور صدہا دوست آیا کرتے ہیں۔ مگر اس طریق پر عمل کرتے ہوئے میں نے بہت کم افراد کو دیکھا یا دیکھا ہی نہیں۔ دوسری قومیں اگر ایسا نہیں کرتیں۔ کیونکہ وہ روحانی متاع کو پبلک میں پیش نہیں کر سکتیں۔ اسلئے وہ معذور ہیں مگر ہمارے پاس تو تازہ تازہ علوم کے خزانہ موجود ہیں۔ اور لطیف مضامین ہمارے سینوں میں بطور راز سربستہ بھرے ہوئے ہیں۔ ہم نے بھی ان معلومات سے اگر روحانی بیماروں اور گمراہ افراد کو مستفید نہ کیا۔ تو ہماری روحانی متاع اس دکاندار کی طرح ہے۔ جس نے اپنی الماری اور دکان کو مضبوطی کے ساتھ کیساتھ مقفل کیا ہوا ہے۔ اور بس کی متاع متروک الاستعمل ہونے سے ضائع ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے معلومات کے بھی بھول چوک اور نہ استعمال ہونے سے زنگ آلود ہو کر ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ اگر ہم اس طریق سے تبلیغ کریں۔ تو قسمیہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ روح القدس سے تمہاری مدد ہوگی ؂

ایک غلط خیال

بعض لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ ہم جنٹلمین ہیں۔ اور عالی مرتبہ اور سید اور پٹھان اعلیٰ اقوام کے افراد ہیں۔ اسلئے معمولی مسافروں سے کلام کرنا ہماری کسر شان ہے۔ ایسی شرافت اور قومیت اور جنٹلمینی بھی دین میں سد راہ اور بُت ہے۔ جو الٰہی سلسلہ کے لئے مضر اور ضرر رساں ہے۔ امیر اور شریف افراد اگر ادنیٰ لوگوں کو تبلیغ کریں۔ تو دوبالا اثر ہوگا۔ میں نے بعض اوقات اس طریق سے بھی تبلیغ کر کے دیکھا۔ کہ جب ایک کمرہ گاڑی میں خوب تبلیغ ہو چکی۔ اور خیال کیا۔ کہ مبادا زیادہ کلام کرنے سے سامعین تنگ نہ کر دیں۔ پھر دوسری گاڑی میں بیٹھ جاتا ہوں۔ جہاں نیا بازار اور نئے خریدار چشم براہ ہوتے ہیں۔ گو بعض کے قلوب بنجر زمین کا حکم رکھتے ہیں۔ مگر خدا نے ہر جگہ اور ہر انسان کے دل کو بنجر نہیں بنایا۔ بعض افراد اگر کبھی احمدی نہ بنیں۔ تو کم از کم جماعت کے لئے باڑ اور حفاظت کا ہی کام دینگے۔ خدا نے کسی چیز اور انسان کو عبث نہیں پیدا کیا۔ ہمیں ہر ایک تک کلام حق پہنچا دینا چاہیئے۔ ہم نے سب لوگوں کو ہدایت پر لانے کا ٹھیکہ نہیں لیا ہوا۔ مگر ہمیں نیت اور مصمم ارادہ بھی کر کے سفر پر قدم اٹھانا چاہیئے۔ کہ میں خدا کے مسیح کی تعلیم کو دوسروں تک پہنچاؤں گا۔ نیت المومن خیر من عملہ یعنی بعض اوقات مومن کی نیت خیر اس کے عمل سے بھی بڑھ جاتی ہے۔ اگر اس طریق پر چند ماہ بھی عمل کیا جاوے تو ہماری تبلیغ موجودہ حالت سے دوگنی ہو سکتی ہے۔ اور اگر ایسے مسافروں کی کارگذاری کی رپورٹیں ناظر صاحب

(نقل از الاسلام پر مسئلہ تبلیغ کے متعلق قادیان سے چھپا کر بھیجی گئی)